Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 3, Issue 3
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

نازمین اشرف

اسکالر، پی۔ ایچ۔ڈی اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

ڈاکٹر صائمہ نذیر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو زبان وادب، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

جمیلہ ہاشمی کے ناولٹوں میں سکھ ثقافت کی عکاسی

Nazmeen Ashraf
Scholar PhD, Department of Urdu, NUML, Islamabad.
Dr Saima Nazir
Assistant Professor, Department of Urdu Language and Literature NUML, Islamabad

The Reflection of Sikh Culture in Jamila Hashmi's Selected Novelettes

Jamila Hashmi is a prominent Novelist of Urdu literature. She gained a lot of popularity in Novel writing. She has left such imprints of uniqueness in Novel writing that can never be forgotten in Urdu literary circles. She has rich illustrations of Sikh culture in the Novelettes under comment. Religious orientation of Sikh, Traditions clothing or Food styles and values, Beliefs and opinions etc have been brought before the readers in the excellent styles. Being a creative artist, she has given full awareness of civilization, culture and way of life of the Sikh family. Like the rest of her Novels these two Novelettes are also of special important due to their diction, scenography, characterization, plot and basic approach.

Keywords: Imprints, Forgotten, Illustrations, Novelette , Orientation , Beliefs , Awareness Scenography, Characterization

زیرِ نظر مقالے میں جمیلہ ہاشمی کے دو منتخب ناولٹوں "آتش رفتہ" اور "داغ فراق" میں سکھ ثقافت کی عکاسی کو پیش کیا جائے

Corresponding Author's Email: snazir@numl.edu.pk

گا۔ اس سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ثقافت کیا ہے؟ انگریزی لفظ Culture کو اردو میں ثقافت اور اس کے علاوہ مختلف معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ عام طور سے کلچر سے نفاست، خوش پوشی اور ادبی ذوق مراد لیے جاتے ہیں۔ ثقافت کو اگر وسیع معنوں میں دیکھیں تو اس میں علم، عقیدہ، اخلاق، آرٹ، رسم و رواج اور دیگر تمام عادات اور صلاحیتیں شامل ہیں جو انسان سماج کے ایک رکن کی حیثیت سے حاصل کرتا ہے۔ یعنی ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ ثقافت سے مراد انسان کی مجموعی زندگی ہے۔ ثقافت کے مفہوم کو مزید واضح کرنے کے لیے ذیل میں چند تعریفیں درج کی جا رہی ہیں۔ "اردو لغت تاریخی اصول پر "میں ثقافت کے معنی کچھ یوں بیان ہوئے ہیں:

"کسی گروہ کے مذہب، اخلاق، علم و ادب اور فنون کے ہیں"۔(۱)

فیض احمد فیض کے نزدیک ثقافت یا کلچر حسب ذیل بنیادی اجزا کے مجموعے کا نام ہے:

"اول وہ عقیدے، قدریں، افکار، تجربے، امنگیں یا آدرش جنھیں کوئی انسانی گروہ یا برادری عزیز رکھتی ہے۔ دوم وہ آداب، عادات، رسوم اور طور اطوار جو اس گروہ میں رائج اور مقبول ہوتے ہیں، سوم وہ فنون مثلاً ادب، موسیقی، مصوری عمارت گری اور دستکاریاں جن میں یہی باطنی تجربے، قدریں عقائد، افکار اور ظاہری طور و اطوار بہت ہی مرصع اور ترشی ہوئی صورت میں اظہار پاتے ہیں"۔(۲)

ای۔بی ٹیلر زاپنی کتاب Primitive: میں ثقافت کے متعلق رقمطراز ہیں:

"Culture taken in its wide ethnographic sense, that complex whole which includes knowledge, belief, art, morals, law, custom and any other capabilities and habits acquired by man as a member of society"۔(۳)

ثقافت علوم دفنون، عقائدورسوم، اخلاقیات، قوانین، عادات و اطوار سے مملو وہ اسلوب حیات ہے جس کا اکتساب انسان معاشرے کے فرد کی حیثیت سے کرتا ہے۔

ان تمام تعریفوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ثقافت فرد کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔ انسان گفتگو اور غور و فکر کی صلاحیت کے ذریعہ سماجی ورثہ کو اپنے اجداد سے حاصل کرتا ہے اور آنے والی نسلوں کو منتقل کرتا ہے۔ اس طرح انسان کا کردار اس کے ثقافتی تجربات کی ترجمانی کرتا ہے۔ ہر سماج کی اپنی ایک ثقافت ہوتی ہے۔ ہر فرد کی عادات و اطوار اور اقدار پر اس کی ثقافت کا رنگ نمایاں ہوتا ہے اسی لیے وہ دوسری ثقافتوں کے افراد سے اپنی عادت و اطوار میں مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً مسلمانوں اور سکھوں کا کردار مختلف ثقافتوں کے سبب ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ثقافت کے بغیر

انسانی زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لیے ثقافت کو انسان کا نجات دہندہ کہا گیا ہے۔ ثقافت سماجی عمل کی پیداوار ہے۔ لہذا کسی بھی فرد یا گروہ کو اس کے ثقافتی ماحول کا مطالعہ کیے بغیر سمجھا نہیں جاسکتا۔ ذیل میں جمیلہ ہاشمی کے منتخب ناولٹوں میں سکھ ثقافت کی عکاسی کا جائزہ لیا جائے گا۔ جمیلہ ہاشمی کا ناولٹ "آتش رفتہ" ایک ایسے سکھ خاندان کی کہانی کے گرد گھومتا ہے جو غیر تعلیم یافتہ ہونے کے سبب توہم پرستی پر مبنی رسومات اور شخصی عزت کے نام پر انسانوں کا خون کر دیتا ہے۔ اس ناولٹ میں جمیلہ ہاشمی نے دیہات کے سکھوں کی سادہ لوحی اور رسم ورواج کو بڑی مہارت کے ساتھ پیش کیا ہے۔

"آتش رفتہ" میں مشرقی پنجاب کے سکھوں کی ثقافت پیش کی گئی ہے۔ انہوں نے پنجاب کے سکھوں کی ثقافت کو ایسے حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا ہے کہ قاری خود کو اس فضا میں سانس لیتا محسوس کرتا ہے۔ جمیلہ ہاشمی کا سکھوں کی ثقافت کی عکاسی کے حوالے سے دوسرا اہم ناولٹ "داغ فراق" ہے۔ اس کہانی کے لیے بھی انہوں نے پنجاب کے سکھ گھرانے کا انتخاب کیا ہے۔ یہ کہانی بنیادی طور پر احساس جرم کی کہانی ہے جس میں مرکزی کردار محض شک کی بنا پر اپنے اکلوتے چھوٹے بھائی کا قتل کر دیتا ہے اور حقیقت واضح ہونے پر پچھتاوئے کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ ناولٹ زبان وبیان، رہن سہن اور پنجاب کے سکھوں کی ثقافت کی خوب صورت تصویر پیش کرتا ہے۔

جس طرح کسی بھی انسانی معاشرے میں مذہب کی اہمیت ہے اسی طرح کسی بھی معاشرے کی ثقافت بھی اس میں رہنے والے انسانوں کے رویوں کی تشکیل کرتی ہے۔ مذہب اور ثقافت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ آتش رفتہ میں مذہبی زبان کی ثقافت سکھوں کے ماحول اور مناظر سے وابستہ ہے۔ جمیلہ ہاشمی آتش رفتہ میں ایک بیوہ، دکھی عورت اور اس کے یتیم پوتے کی اداسیوں کو اس انداز میں بیان کرتی ہیں کہ پڑھنے والا پرسوز کیفیت اور ایک درد محسوس کرنے لگتا ہے۔ دادی اور پوتا جب آپس میں بات کرتے ہیں تو دادی دلدار سنگھ سے کہتی ہے۔ بھاؤ چپ کر کے سوجا، اس طرح پوچھنے سے تو دیو، جن آجاتے ہیں۔ واہ گرو خیر کریں۔ سچے پادشاہ، کس زور کی آندھی ہے۔ آج تو اتمے کی باری پانی لگانے کی ہے۔ بیچارا میرا اکیلا پوت ہے۔ میں اوگن ہاری بیچاری اس کی ماں ہوں، میرے پر رحم کر، ہے واہ گرو۔ داغ فراق بھی ایک ایسا ناولٹ ہے جو رواں اسلوب کے ذریعے آغاز سے اختتام تک پڑھنے والے کو اپنی گرفت میں لیے رکھتا ہے۔ اس ناولٹ میں بھی مذہبی زبان کی ثقافت بھرپور انداز میں موجود ہے۔ یہی تو بے چارے سنتو کھے کا بڑا پوت ہے۔ پتہ نہیں واہ گرو کو کیا منظور ہے۔ ہمارے ساتھ گرنتھی جی کے پاس بیٹھا تھا کیرتن سن رہا تھا۔ جمیلہ ہاشمی نے دونوں ناولٹوں میں سکھ ثقافت کو بھرپور رنگ میں دکھایا ہے۔ جو بلاشبہ منفرد ہے۔

ثقافت اور مذہب کے حوالے سے ڈاکٹر مظفر حسن ملک لکھتے ہیں:

"یہ امر قابلِ تقسیم ہے کہ ثقافت بہت حد تک مذہب کے زیرِ اثر ہوتی ہے۔۔۔ ہر معاشرے میں مذہب اور معاشرتی اقدار دونوں مل کر ثقافت کی تشکیل کرتے ہیں۔"(۴)

اس میں کوئی شک نہیں کہ مذہب اور ثقافت دونوں انسانی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ دونوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ثقافت سے مذہب کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ جمیلہ ہاشمی نے بھی ثقافت کی عکاسی کرتے ہوئے مذہب سے کرداروں کے تعلق کو خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔ آتش رفتہ سے اقتباس ذیل میں دیا جارہا ہے۔

"انسان کو واہ گرو انے مہا شکتی بنایا ہے۔ ایسا گرنتھ صاحب میں بھی لکھا ہے اور چوپال میں بڑے بوڑھے بھی یہی کہتے تھے۔ گرنتھی کہر سنگھ بھی پاٹھ کے سمے رو رو کر یہی کہا کرتے تھے کہ انسان کو بہت بڑا بنایا گیا ہے۔"(۵)

ثقافت کا تعلق ہر شعبہ ہائے زندگی سے جڑا ہے۔ ہمیں روزمرہ زندگی میں ہمہ وقت ثقافت اور روایات کی ضرورت پیش آتی ہے۔ کوئی بھی معاشرہ اپنی ثقافتی قدروں کی پاسبانی اس وجہ سے کرتا ہے کہ سماج کی بقا کا دارومدار بڑی حد تک ثقافتی قدروں کے تحفظ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جمیلہ ہاشمی نے آتش رفتہ میں سکھوں کی سماجی رسوم کی ثقافت کو بہترین انداز میں قلم بند کیا ہے۔ جمیلہ ہاشمی کے ایک ایک جملے میں بے پناہ صلاحیت موجود ہے۔ جب گاؤں کا میلہ لگا تو چنتی اور دیپو ایک ہی رنگ کی چیزیاں اوڑھے رنگین چڑیوں کی طرح خوش خوش گاتی اور ناچتی پھر رہی تھیں۔ سارے گاؤں کی لڑکیاں اور برادری کی جو ان بہوئیں نئے نئے کپڑوں کے رنگ برنگے جوڑے پہنے گھوم رہی تھیں۔ ہاتھ پاؤں میں مہندی رچائے، دوپٹوں میں گہرے رنگ ڈالے، انہیں دیکھ کر لگتا تھا جیسے آکاش سے سات رنگوں والی پینگ اتر کر زمین پر چل رہی ہے۔ جمیلہ ہاشمی کی انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے مسلمان ہو کر سکھوں کے سماج کی ثقافت کو ان کی عادات و خصائل سے اخذ کیا اور بہت ہی چابک دستی سے کہانی کے بطن میں شامل کر دیا۔ ہر معاشرے کی طرح سکھ معاشرے میں بھی منفرد رسم و رواج ہیں۔ مختلف قسم کے میلے، مختلف موسموں کے حساب سے پکوان تیار کرنا، مرنے اور شادی بیاہ کی منفرد رسمیں وغیرہ۔ سماجی رسوم کی ثقافت کے حوالے سے داغ فراق میں دل چسپ انداز میں عکاسی کی ہے کہ جب بارش بہت دونوں تک رہتی اور پاس کے گھروں میں سے شور کے ساتھ ساتھ گلگلے پکنے کی مہک بھی آتی تو ان کی ماں بھی دونوں بچوں کو چولھے کے پاس بٹھا کر آپ بھی گلگلے پکاتی۔ جمیلہ ہاشمی نے سکھ سماج کے رسوم و رواج کو بہترین انداز میں صفحہ قرطاس پر منتقل کیا ہے۔ آتش رفتہ میں دلہن تیار کرنے کی رسم پر خامہ فرسائی کی ہے کہ کیسے انہوں نے اسے سرخ رنگ کے کسی قیمتی ریشم کا گھگھرا اور ستاروں بھری چولی پہنائی۔ اور کتنی ہی خوشبوؤں کی دھونی اس کے کمرے میں اور اس کے گرد پھیلائی یہاں تک کہ ہر شے مہک گئی۔ ہر سماج کی اپنی سماجی اقدار ہوتی ہیں۔ معاشرے کے تمام افراد ان قدروں کی ممکنہ حد تک پابندی کرتے ہیں۔

پرانے زمانے میں تو سماجی اقدار پر بڑی سختی سے عمل کیا جاتا تھا۔ اور ان سے منہ موڑنے والوں کو علاقہ بدر کر دیا جاتا تھا۔ مثلاً کچھ معاشروں میں بدلہ لینے کا رواج بہت عام تھا اور یہ رواج ہمیں سکھ معاشرے میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ بدلے یا انتقام کی ثقافت کے متعلق جمیلہ ہاشمی کا آتش رفتہ میں اقتباس دیکھیے:

"پھر دادی بھی اندر آگئی اور بولی دیکھ دلدار سنگھ اس بات کا بدلہ تجھے لینا ہو گا۔ اتمے نے اپنی ماں کی بے عزتی کا بدلہ لیا۔ اور تجھے اپنے باپ کی موت کا بدلہ لینا ہو گا۔ اسی طرح سے ہوتا آیا ہے۔ نہ کوئی بے گناہ ہوتا ہے۔ اور نہ کوئی گناہ گار۔ یہ ماجھا ہے اور یہاں سرداروں کے خاندانوں میں پشتوں سے یہ دستور ہے"۔(۶)

ڈاکٹر سید جاوید اختر "آتش رفتہ" کے متعلق اپنی رائے کا یوں اظہار کرتے ہیں:

"آتش رفتہ، جمیلہ ہاشمی کا ایک نفسیاتی ناول ہے جو مشرقی پنجاب کی سکھ معاشرت کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔۔۔ تحریر کے اعتبار سے انتہائی بے ساختہ ہے۔ قصہ کی روانی اور بیان کی سادگی قاری کو اپنی جانب کھینچتی ہے"۔(۷)

یہ دونوں ناولٹ چوں کہ مشرقی پنجاب کی سکھ معاشرت کو مد نظر رکھ کر تحریر کیے گئے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مشرقی پنجاب کی ثقافت کے خوب صورت رنگ دیکھنے کو نہ ملیں۔ مشرقی پنجاب کے اندر فطرت کی ثقافت موجود ہے۔ جو حسن مشرقی پنجاب کے دیہاتوں میں دکھائی دیتا ہے شہروں میں وہ حسن مفقود ہے۔ انسانی آنکھ شہروں میں اس طرح کے دلفریب مناظر دیکھنے سے قاصر ہے۔ دیہات کا ماحول انتہائی پر امن ہوتا ہے۔لوگ چپ چاپ مشینوں کی کھٹ پٹ سے دور اپنے روز مرہ کے کام کاج میں مصروف دکھائی دیتے ہیں۔ جامن، امرود اور آم کے بوٹوں کی خوشبو گھر کے اندر آتی ہے۔ درختوں کا رنگ بڑا نکھرا ہوا اور گہرا ہوتا ہے۔ سفید رنگ کی لمبی گردنوں والی بطخیں اپنے پاوں زور زور سے مارتی ایک دوسرے کے پیچھے کیں کیں کر کے بھاگتی ہیں۔ مشرقی پنجاب کے دیہاتوں میں فطرت اپنے جوبن پر دکھائی دیتی ہے۔ لہلہاتے ہوے سرسبز کھیتوں کی ہریالی کا رقص، گھنے درختوں کی کیف آور چھاؤں کا سکون، گاؤں کی پگڈنڈیوں کا دلفریب سفر، کنویں کے ٹھنڈے میٹھے پانی، سرسوں کی مہک سے معطر فضائیں، سردیوں کی سنہری دھوپ، لوگوں کے خلوص اور محبت میں رچی بسی گاؤں کی خوب صورتی، کسانوں کی مشقت دیہات کی فطرت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ مشرقی پنجاب کی ثقافت کے رنگ بکھیر تا آتش رفتہ کا اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"ایک ساون خوب کھل کر لگا تھا۔ روز گھٹائیں جھوم کر آتی تھیں اور بارشوں سے پنڈ کے اردگرد کی حویلیوں کی کچی دیواریں ڈھے گئیں۔ لڑکیوں نے دالانوں میں پینگیں ڈال لی تھیں۔ اور آنگن میں نیم کے سایوں تلے مست کرنے والی ہوا

چل رہی تھی۔۔۔ان کے گھر کے پچھواڑے ایک چھوٹا سا باغ تھا جس میں پیپل کے گھنے درخت کے پاس چھوٹے چھوٹے امرودوں کے درخت، آموں کے اچھے پودوں کے بوٹے اور نہ جانے کیا کیا تھا"۔(۸)

جمیلہ ہاشمی نے سکھ ثقافت کو مزید نمایاں کرنے کے لیے پنجاب میں سکھوں کے رہن سہن کو بھی احاطہ تحریر میں لایا ہے۔ مثلاً خواتین کا اپلوں پر روٹیاں پکانا، کہ کس طرح "آتش رفتہ" میں دلدار سنگھ کی ماں چوکے پر بیٹھی اپلوں کی آگ پر روٹیاں پکا رہی تھی اور سیلے اوپلوں کے دھوئیں سے اس کی آنکھوں میں سے پانی نکل رہا تھا۔ مردوں کا ہل چلانا یا چاولوں کی فصل کاشت کرنا وغیرہ۔ اس ضمن میں داغ فراق کا اقتباس پیش ہے:

"ہل چلاتے ہوے پانی لگا کر کندھے پر پھاوڑا رکھے کھیتوں کے کنارے کنارے گھومتے۔ برسات کی بارشوں کے بعد پانی سے بھرے کھیتوں میں چاول بوتے۔"(۹)

جمیلہ ہاشمی نے دیہات کی زندگی کو انتہائی خوب صورتی سے اپنے ناولٹوں کے ذریعے صفحہ قرطاس پر اتارا ہے۔ کہ دیہات کا ماحول صاف ستھرا اور صحت مندانہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے تقریباً ہر شخص مضبوط، سڈول ہر موسم اور ہر سختی برداشت کرنے کو تیار، نہ گلہ نہ شکوہ۔ ہل چل رہے ہیں بیل چھن چھن کرتے ہوئے بھاگے جا رہے ہیں۔ زمین کا سینہ چیرا جا رہا ہے۔ بیج بوئے جا رہے ہیں۔ کہیں کٹائی ہو رہی ہے تو کہیں نئے پودے لگائے جا رہے ہیں۔ اناج پک رہا ہے۔ زمیندار مسرور ہے۔ فصل کی سنہری بالیں اناج کے بھرپور خوشے سے سنہری ہو رہی ہیں۔ دیہات کی عورتیں اور مرد صحت مند فضا میں محنت کرتے ہیں جو ان کی صحت و تندرستی کی ضامن ہے۔ جمیلہ ہاشمی دیہی ثقافت اور اقدار کو ایک حسین رنگ میں سمو کر پیش کرتی ہیں جس کے سبب سکھ ثقافت کی دل آویز صورتیں اجاگر ہوتی ہیں۔

مشرقی پنجاب کی سکھ ثقافت کو اتنے عمدہ انداز میں بیان کرنے پر ڈاکٹر سید جاوید اختر مصنفہ کو یوں داد دیتے ہیں:

"مصنفہ نے مشرقی پنجاب کے سکھ کلچر کو جس خوب صورتی اور سچائی کے ساتھ اپنے لفظوں میں مصور کیا ہے اس سے ان کی وسعت مشاہدہ اور تخلیقی ذہانت کا پتہ چلتا ہے۔ شاید ہی کسی دوسرے ادیب نے پنجاب کے دیہات کی ایسی حقیقت پسندانہ عکاسی کی ہو۔"(۱۰)

سکھ معاشرت کی ثقافت میں مرنے والے کے سوگ میں بلند آواز میں بین کرنا، عورتوں کا اونچی آواز میں رونا پیٹنا، سینہ کوبی کرنا، مراثنوں کا دکھی گیت گا کر مرنے والے کے لواحقین کو مزید رولانا جیسی رسمیں شامل ہیں۔ جب آتش رفتہ میں دلدار سنگھ کے باپ کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا تو پورے گاؤں کی عورتیں گھونگھٹ نکال کر بہت زور زور سے ہاتھ اپنی چھاتیوں پر مارتیں اور روتی جاتی اور مراثنیں درد بھری آواز میں گیت گا رہی تھیں۔ جمیلہ ہاشمی اپنے ناولٹوں کے ذریعے یہ شعور دے

رہی ہیں کہ گاؤں کے لوگ ایک دوسرے کا گہرا احساس رکھتے ہیں۔ ایک شخص کی خوشی یا غم پورے گاؤں کی خوشیوں اور غموں سے منسلک ہوتی ہے۔ اور کسی ایک گھر کے غم کو بانٹنے کے لیے پورا گاؤں اشکبار ہوتا ہے۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ دلی محبت کرتے ہیں۔ اس ضمن میں داغ فراق سے بھی اقتباس دیکھیے:

"ہمارا آنگن سیاپا کرنے والی عورتوں سے بھرا ہوا تھا۔ ماں نے پیٹ پیٹ کر چھاتی لہولہان کر لی تھی"۔(۱۱)

جمیلہ ہاشمی نے سکھ ثقافت کو اجاگر کرتے ہوئے شادی بیاہ کی ثقافت کو بھی خاص طور پر مد نظر رکھا ہے۔ گھروں کو سجانا، شراب سے مہمانوں کی تواضع کرنا، رقص و سرور کی محفلیں اور آتش بازی وغیرہ سکھوں کے ہاں شادی بیاہ کی خاص رسمیں ہیں۔ شادی بیاہ کے موقع پر آتش بازی کرنا اور پٹاخے پھوڑنا خاص رسم ہے۔ آس پاس کے شہروں سے ولایتی اچھی سے اچھی شراب لا کر مہمانوں کے لیے رکھی جاتی۔ گھروں میں سارا دن ڈھولک بجتی رہتی اور مبارک باد دینے والوں سے گھر بھرا رہتا۔ گھر میں ہر وقت جھانجھروں والے پاؤں کے گیت گونجتے رہتے۔ دیسی گھی کی خوشبو اور باسمتی کے چاولوں کی مہک پورے گھر میں پھیلی ہوتی تھی۔ خاندان کے سارے لوگ مختلف قسم کے زرق برق لباس زیب تن کیے بارات میں شامل ہوتے۔ اس حوالے سے داغ فراق کا اقتباس ذیل میں تحریر کیا جا رہا ہے:

"میرے پیچھے ساری برادری کے جوان تیز رنگوں کی ابرق لگی پگڑیاں باندھے، گلوں میں کنٹھے پہنے، کھڑ کھڑ کرتے تہبند اور نئی بوسکی کے کرتے سنبھالتے براتی بنے آمر کے سسرال جا رہے تھے"۔(۱۲)

جمیلہ ہاشمی نے سماجی حقیقت نگاری میں سکھ ثقافت کی سچائی کا اقرار کیا ہے اور ان کے ناولٹوں میں سماج کا جیتا جاگتا پیکر مشرقی پنجاب نمایاں ہوتا ہے۔ گاؤں کے لوگ چوں کہ فطرت کے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں اس لیے ریاکاری، بناوٹ، مکر و فریب اور دکھاوا ان کی طرز معاشرت میں جگہ نہیں بنا پاتا۔ وہ خلوص و وفا اور سادگی کا حسین پیکر ہوتے ہیں۔ اپنے مہمانوں پر واری جاتے ہیں۔ بلا کے مہمان نواز ہوتے ہیں اور دیہاتیوں کی یہی سادگی اور خلوص پورے گاؤں کی فضا میں حلاوت بھر دیتا ہے۔ سکھ ثقافت کی ایک رسم مختلف تہواروں کے موقع پر مردوں کا زیور پہننا بھی ہے۔ سکھ ثقافت کی اس رسم کے متعلق بھی جمیلہ ہاشمی نے دونوں ناولٹوں میں تذکرہ کیا ہے۔ آتش رفتہ کا اقتباس ملاحظہ کریں:

"گھوڑوں پر بیٹھے سرداروں کے کنگن اور کنٹھے چمکتے تھے اور چمک یوں پڑتی تھی جیسے سورج ٹوٹ گیا ہو اور ذرا ذرا سی کرچوں میں بٹ کر وزن کھیڑے والوں کے کنگنوں اور کنٹھوں میں آن لگا ہو"۔(۱۳)

جمیلہ ہاشمی نے مشرقی پنجاب کے سکھوں کی ثقافت کو جس خوب صورتی اور سچائی کے ساتھ لفظوں میں بیان کیا ہے اس سے ان کی وسعت مشاہدہ کا چلتا ہے۔ آتش رفتہ پر تبصرہ کرتے ہوئے رضیہ فصیح احمد لکھتی ہیں:

"فضا کا جادو ان کی طویل کہانی آتش رفتہ میں کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ جتنی مرتبہ اس کہانی کو پڑھیں اس کا سحر آپ کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے"۔(۱۴)

جمیلہ ہاشمی نے سکھ ثقافت کو واضح کرتے ہوئے ان کے مختلف کھانوں مثلاً پنجیری اور بھاجی وغیرہ کا بھی ذکر دونوں ناولٹوں میں کیا ہے کہ جب کوئی تہوار ہوتا تو کہاریاں بڑی شان سے نئے کپڑے پہن کر گاؤں میں بھاجی اور کھانا بانٹتیں پھرتیں۔ اور پنجیری تو سردیوں میں دو سے تین مرتبہ ضرور بناتے ہیں۔ اور گھر آنے والے مہمانوں کو بھی پیش کرتے ہیں۔ جمیلہ ہاشمی سکھ ثقافت کی خوبیوں، خامیوں اور سماجی پس منظر سے پوری طرح واقف ہیں اس لیے جمیلہ ہاشمی نے ان کی زندگی کو خوب صورت پیرائے میں بیان کیا ہے کہ گاؤں میں قناعت پسندی سب سے زیادہ ہوتی ہے بس جو ملتا ہے اسی پر صبر شکر کر کے گزارہ کرتے ہیں۔ گاؤں کی زندگی فطرت کا نمونہ ہوتی ہے۔ محمد علی صدیقی اپنے مضمون "جمیلہ ہاشمی فن کے آئینے میں" لکھتے ہیں:

"سکھ معاشرت کی پیش کش اسی کمال کے ساتھ ہے جو بیدی کے ہاں ہندو سماج اور عسکری و منٹو کے ہاں عیسائی معاشرہ کے ساتھ ہوئی ہے۔۔۔ جمیلہ ہاشمی نے کمال قدرت کے ساتھ وہ سب کچھ ہمارے تجربے کا حصہ بنا دیا جو ہمارے تجربے کا حصہ نہ ہو سکتا تھا۔ یا اگر وہ ہمارے تجربے کا حصہ ہو بھی سکتا تھا تو اس طرح نہ ہو سکتا تھا جس طرح جمیلہ ہاشمی اسے ہماری یادوں کا حصہ بنانا چاہتی تھیں۔ یہی تو وہ منزل ہے جو ادب کے کینوس پر یادوں، الفاظ، ریاضت اور کامیاب صورت گری کے ذریعے ممکن ہو پائی تھی۔"(۱۵)

الغرض جمیلہ ہاشمی نے آتش رفتہ "اور" داغ فراق "میں سکھوں کی ثقافت کو بڑے ہی دل کش اور موثر پیرائے میں قلم بند کیا ہے۔ انہوں نے سکھ ثقافت کی بہترین عکاسی کی ہے۔ جمیلہ ہاشمی کا مشاہدہ بہترین ہے۔ اتنی باریک بینی سے انہوں نے سکھ ثقافت کو سامنے لایا ہے کو قاری داد دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ وہ سکھ خاندان کی ثقافت اور رہن سہن سے مکمل آگاہی دیتی ہیں انہوں نے سکھ ثقافت کو بہت خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اردو لغت (تاریخی اصولوں پر)، اردو ڈکشنری بورڈ، کراچی ۱۹۸۳ء، ص

۲۔ فیض احمد فیض، میزان، منہاس سٹریٹ، پیسہ اخبار، لاہور، ۱۹۶۲ء، ص ۱۵۴

- Edward B.Tylor ,primitive culture, vol.1,Murray, Ltd, London, 1871,page1۳

۴۔ مظفر حسن ملک، ڈاکٹر، ثقافتی بشریات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۴ء، ص ۶۱

۵۔ جمیلہ ہاشمی، آتش رفتہ، داستان گو پبلشرز، لاہور، ۱۹۶۱ء، ص ۱۹

۶۔ ایضا، ص، ۲۳

۷۔ سید جاوید اختر، ڈاکٹر، اردو کی ناول نگار خواتین (ترقی پسند تحریک سے دور حاضر تک)، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۴۹

۸۔ جمیلہ ہاشمی، آتش رفتہ، ص ۴۷

۹۔ جمیلہ ہاشمی، داغ فراق، انڈین بک ہاوس، علی گڑھ، ۱۹۶۶ء، ص ۸

۱۰۔ سید جاوید اختر، ڈاکٹر، اردو کی ناول نگار خواتین (ترقی پسند تحریک سے دور حاضر تک)، ص ۱۵۰

۱۱۔ جمیلہ ہاشمی، داغ فراق، ص ۹

۱۲۔ ایضا، ص ۵

۱۳۔ جمیلہ ہاشمی، آتش رفتہ، ص ۷۹

۱۴۔ رضیہ فصیح احمد، جمیلہ کا فن، (مضمون) مطبوعہ: جریدہ ۶، ۱۹۸۹ء، مکتبہ ارژنگ، پشاور، ص ۶۵

۱۵۔ محمد علی صدیقی، جمیلہ ہاشمی فن کے آئینے میں، (مضمون) مطبوعہ: نقوش، شمارہ ۱۴۰، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ص ۶۰۷،۶۰۴